چودھویں صدی ہجری
کی
ایک عظیم شخصیت
مرتبہ
محمد یوسف صابر
زیر سرپرستی
السید نذر حسین شاہ صاحب
ناشر
مرکزی جماعت غوثیہ غوثیہ شریف فاروق آباد فیصل آباد

مرکزی جماعت غوثیہ کی

تبلیغی اشاعت

- غوث الاعظم
- محدث اعظم (پاکستان)
- سیرۃ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ
- دعا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- شان حضور بزبان حق
- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
- جدید سائنسی تحقیق کے مطابق قرآن خدا کا کلام
- اسلام میں پردہ کی حقیقت
- حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ
- مسلک مجدد
- زیر طبع چودھویں صدی ہجری کی ایک عظیم شخصیت

مندرجہ بالا کتب ڈاک خرچ بھیج کر مفت طلب فرمائیں۔

منجانب

محمد ارشاد اختر

مرکزی مسند جماعت غوثیہ غوثیہ سٹریٹ ۱۳ فاروق آباد فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چودھویں صدی ہجری کی

تبلیغی سلسلہ اشاعت نمبر ۱۲

ایک عظیم شخصیت

عظیم البرکت اعلیٰحضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

مرتبہ

محمد یوسف صابر

زیر سرپرستی

مخدوم اہلسنت رہبر شریعت پیر طریقت الحاج ابو الفضل **سید نذر حسین** شاہ صاحب بخاری نقشبندی قادری مدظلہ العالیہ

مرکزی صدر محمد ارشاد اختر نقشبندی قادری

ناشر

مرکزی جماعت غوثیہ غوثیہ سٹریٹ ۱۳ فاروق آباد فیصل آباد

نام کتاب ــــــ چودھویں صدی ہجری کی ایک عظیم شخصیت
مصنف ــــــ محمد یوسف صابر
گورنمنٹ کالج سمن آباد فیصل آباد
تعداد ــــــ ایک ہزار
تاریخ اشاعت ــــــ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ جنوری ۱۹۸۳ء
ہدیہ ــــــ دعائے خیر بحق اراکین و معاونین

ملنے کے پتے

ــــــ پیر سید نذر حسین شاہ صاحب بخاری
بخاری کتب خانہ گلی نمبر ۱ ۔ منگمس پورہ فیصل آباد۔
ــــــ محمد ارشاد اختر مرکزی صدر جماعت غوثیہ
غوثیہ ہاؤس سٹریٹ نمبر ۳ ۔ فاروق آباد فیصل آباد۔

بیرونی حضرات ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر حاصل کریں۔

Mr. Basir Ahmed.
Flat No. A-14
F.I.T.E
Hyd

انتساب

امام احمد رضا خاں ہی کے نام ــــــ جنہوں نے دلوں کے ظلمت کدوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کی ــــــ اور اپنے تجدیدی کارناموں کے ذریعے برصغیر کو ہسپانیہ کے سے خوفناک انجام سے بچا لیا!

لیگ کا ساتھ دیا اور اندرون و بیرون ملک مطالبۂ پاکستان کو حقیقت کا روپ دلانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ دبدبۂ سکندری رامپور، ۱۰ جون ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا گیا۔

"یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ نہ صرف دنیائے ہندوستان بلکہ بیرون ملک بھی جو زبردست اثر و رسوخ اسلامی ریاست و مطالبۂ پاکستان کو حاصل ہے انہیں علماء و مشائخ اہل سنت کی مساعی جمیلہ کا رہین منت ہے۔ جن کا دوسرا نام جمہوریت اسلامیہ سنی کانفرنس ہے۔"

بالآخر وہ دن بھی آیا جب امام احمد رضا کے پیش کردہ قومی نظریہ کو عمل جامہ پہنایا گیا اور آل انڈیا سنی کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ کی مشترکہ مساعی سے پاکستان بن گیا۔

تحریک پاکستان میں امام احمد رضا اور ان کے متوسلین کی مساعی کا تذکرہ کرتے ہوئے مشہور صحافی میاں عبدالرشید اپنی انگریزی تصنیف "اسلام ان انڈو پاکستان سب کنٹی نینٹ" میں لکھتے ہیں:

"When the Pakistan Resolution was passed in 1940, the efforts of Hazrat Barelvi bore fruit and all his adherents and followers, including Ulema and Speritual Leaders, rose as one man to support the Pakistan movement. Thus, the contribution of Hazrat Barelvi towards Pakistan is not less than that of Allama Iqbal and Quaid-i-Azam".

Islam in Indo-Pakistan subcontinent
Page, 67

ترجمہ: "۱۹۴۰ء میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو حضرت بریلوی کی کوششیں بار آور ہوئیں اور علماء و مشائخ سمیت آپ کے پیروکار اور متوسلین جسد واحد بن کر تحریک پاکستان کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے اس طرح تمام پاکستان کے لئے حضرت بریلوی کا حصہ علامہ اقبال اور قائد اعظم سے کسی طرح کم نہیں۔" قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا مسلم لیگ کی جگہ دو جماعتیں پاکستان مسلم لیگ اور انڈیا مسلم لیگ بنادی گئیں اور آل انڈیا سنی کانفرنس کی جگہ ۱۹۴۸ء میں جمعیت علماء پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا جس کے پہلے صدر غازی کشمیر سید ابوالحسنات قادری اور پہلے ناظم اعلیٰ غزالی زماں سید احمد کاظمی منتخب کئے گئے۔

پاکستان کے خلاف بھارت نے ساری دنیا خصوصاً مسلم ممالک میں زبردست پراپیگنڈہ شروع کیا تو اس کا اثر زائل کرنے کے لئے قائد اعظم کی نظر انتخاب امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی، والد ماجد مولانا شاہ احمد نورانی، پر پڑی اور انہیں نظریہ پاکستان کی وضاحت کے لئے اسلامی ملکوں کے دورے پر بھیجا آپ نے کئی ممالک کا دورہ کر کے پاکستان کی اہمیت دنیا پر واضح کی اور سفیر اسلام مشہور ہو گئے (ہفت روزہ الف لام الف ۲۶، ۲۷ مئی ۱۹۶۳ء)

مشہور صحافی مختار حسن لکھتے ہیں۔

"مولانا عبدالعلیم صدیقی بہت عظیم مبلغ اسلام تھے۔ کہا جاتا ہے انہوں نے اپنی زندگی میں مختلف ملکوں کے ہزار ہا افراد کو مشرف بہ اسلام کیا۔ تحریک پاکستان کیلئے کام کرنے والے علماء و مشائخ میں ان کا نام بڑا نمایاں تھا۔ انھوں نے بیرون ملک بھی برصغیر کے مسلمانوں کی سیاست اور مطالبۂ پاکستان کو واضح کرنے کے لیے دورے کئے۔ مولانا صدیقی پاکستان آئے تو پہلی عید آزادی کی امامت کی۔ قائد اعظم نے ان ہی کی اقتدا میں یہ نماز ادا کی تھی۔"

(ہفت روزہ "زندگی" لاہور ۲۴ تا ۳۰ ستمبر ۱۹۷۳ء)

جہاد کشمیر، تحریک ختم نبوت، قرارداد مقاصد، پاکستان کے آئین کی تدوین اور تحریک نظام مصطفیٰ جب بھی ملت نے پکارا علماء و مشائخ اہل سنت نے لبیک کہتے ہوئے اپنی تمام تر مساعی

کو ترک کر دیا۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری (ابن صدر الشریعہ امجد علی اعظمی خلیفہ امام احمد رضا) نے مسلمان کی تعریف کی جس سے مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مرحلہ درپیش ہوا۔ قومی اسمبلی کے اندر اور باہر ختم النبیین کے معنی کی بحث ایک دفعہ پھر چھڑ گئی۔

مرزائیوں نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس (جس میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو عوام کا خیال قرار دیا گیا تھا) اپنے حق میں پیش کی۔ تو امام احمد رضا کے تجدیدی کارنامے نے ملت اسلامیہ کی ایک دفعہ پھر رہنمائی فرمائی۔ المعتقد المنتقد اور حسام الحرمین منظر عام پر آئیں اور پاکستان کے عوام اور قومی اسمبلی کے اراکین کو پتہ چلا کہ یہ مسئلہ تو ستر سال قبل ہی حل کر دیا گیا تھا جب عرب و عجم کے علماء نے امام احمد رضا کی تحریک پر متفقہ طور پر پانچ افراد کو کافر قرار دیا تھا جن میں سب سے پہلا فرد مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا۔

متحدہ حزب اختلاف کی پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری جنرل مولانا شاہ احمد نورانی (ابن شاہ عبدالعلیم میرٹھی خلیفہ امام احمد رضا) نے قومی اسمبلی میں امام احمد رضا اور علماء حرمین کا ستر سالہ پرانا فیصلہ پیش کیا اور اراکین اسمبلی نے اس پر لبیک کہتے ہوئے مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔

ہم نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان میں امام احمد رضا کے تجدیدی کارناموں کے اس باب کو تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور نامور صحافی محمد شفیع (م ش) کے ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ:

"اعلیٰحضرت قدس سرہ نے جس یکسوئی اور استقلال سے دور غلامی میں دین کی مدافعت کا مقدس فریضہ سر انجام دیا جوں جوں وقت گزرتا جائے گا۔ اس کا اعتراف امت کے تمام طبقوں کو ہوتا جائے گا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۶ جون ۱۹۷۶ء)

معاشی پروگرام

کوئی بھی قوم سیاسی اعتبار سے اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتی جب تک اس کی معاشی حالت مضبوط نہ ہو۔ اسی

لیے امام احمد رضا نے ملت اسلامیہ کو سیاسی نظریات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اسے معاشی میدان میں بھی رہنما اصول فراہم کیے۔

۱۹۱۲ء میں آپ کی کتاب "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" کلکتہ سے شائع ہوئی جس میں مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی کو دور کرنے کے لیے درج ذیل چار نکاتی فارمولا پیش کیا گیا۔

۱۔ ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

۲۔ بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس اور حیدرآباد دکن کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لیے بنک کھولیں۔

۳۔ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

۴۔ علم دین کی ترویج و اشاعت کریں۔

ان نکات پر تبصرہ کرتے ہوئے گورنر یونیورسٹی کینیڈا کے پروفیسر رفیع اللہ صدیقی لکھتے ہیں کہ: "جدید اقتصادی نظریات کی ابتدا ۱۹۳۰ء کے بعد سے ہوئی اور یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ نگاہ مرد مومن نے ان جدید اقتصادی تقاضوں کی جھلک ۱۹۱۲ء ہی میں دکھا دی تھی۔ اگر ۱۹۱۲ء سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کے نکات پر غور کیا جاتا اور صاحب حیثیت مسلمانان ہند اس پر عمل کرتے تو ہندوستان کے مسلمانوں کی حیثیت معاشی اعتبار سے انتہائی مستحکم ہوتی۔ (الرضا) [illegible]

۱۹۱۲ء میں جب کہ اقتصادی تعلیم محدود تھی کسے معلوم تھا کہ تیس چالیس سال کے بعد بچت اور بنک اس قدر اہمیت اختیار کر جائیں گے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے مستقبل میں جھانک لیا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو نہ صرف فضول خرچی سے باز رکھنے کی تلقین کی نہ صرف پس اندازی کی ہدایت کی بلکہ صاحب حیثیت اور دولت مند مسلمانان

کو ترک کر دیا۔ ۱۹۷۴ء کے آئین کے تحت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری ابن صدر الشریعہ امجد علی اعظمی خلیفۂ امام احمد رضا نے مسلمان کی تعریف کی۔ جب مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مرحلہ درپیش ہوا تو قومی اسمبلی کے اندر اور باہر خاتم النبیین کے معنی کی بحث ایک دفعہ پھر چھڑ گئی۔

مرزائیوں نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس (جس میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو عوام کا خیال قرار دیا گیا تھا) اپنے حق میں پیش کی۔ تو امام احمد رضا کے تجدیدی کارناموں نے ملت اسلامیہ کی ایک دفعہ پھر رہنمائی فرمائی۔ المعتقد المستند اور حسام الحرمین منظر عام پر آئیں اور پاکستان کے عوام اور قومی اسمبلی کے اراکین کو پتہ چلا کہ یہ مسئلہ تو ستر سال قبل ہی حل کر دیا گیا تھا جب عرب و عجم کے علماء نے امام احمد رضا کی تحریک پر متفقہ طور پر پانچ افراد کو کافر قرار دیا تھا جن میں سب سے پہلا فرد مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا۔

متحدہ حزب اختلاف کی پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری جنرل مولانا شاہ احمد نورانی (ابن شاہ عبدالعلیم میرٹھی خلیفۂ امام احمد رضا) نے قومی اسمبلی میں امام احمد رضا اور علماء حرمین کا ستر سالہ پرانا فیصلہ پیش کیا اور اراکین اسمبلی نے اس پر لبیک کہتے ہوئے مرزائیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔

"امام نظریہ پاکستان اور تحریک پاکستان" میں امام احمد رضا کے تجدیدی کارناموں کے اس باب کو تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور نامور صحافی محمد شفیع (م ش) کے ان الفاظ کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ:

"اعلیٰحضرت قدس سرہ نے جس یکسوئی اور استقلال سے دور غلامی میں دین کی مدافعت کا مقدس فریضہ سرانجام دیا جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اس کا اعتراف امت کے تمام طبقوں کو ہوتا جائے گا۔" (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۷ جون ۱۹۷۶ء)

معاشی پروگرام

کوئی بھی قوم سیاسی اعتبار سے اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتی جب تک اس کی معاشی حالت مضبوط نہ ہو اسی

لیے امام احمد رضا نے ملت اسلامیہ کو سیاسی نظریات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں معاشی میدان میں بھی رہنما اصول فراہم کیے۔

۱۹۱۲ء میں آپ کی کتاب "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" کلکتہ سے شائع ہوئی جس میں مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی کو دور کرنے کے لیے درج ذیل چار نکاتی فارمولا پیش کیا گیا۔

۱۔ ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہے مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

۲۔ بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدراس اور حیدر آباد دکن کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لیے بنک کھولیں۔

۳۔ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

۴۔ علم دین کی ترویج و اشاعت کریں۔

ان نکات پر تبصرہ کرتے ہوئے کولمبیا یونیورسٹی کینیڈا کے پروفیسر رفیع اللہ صدیقی لکھتے ہیں کہ: "جدید اقتصادی نظریات کی ابتدا ۱۹۳۰ء کے بعد سے ہوئی اور یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ نگاہ مرد مومن نے ان جدید اقتصادی تقاضوں کی جھلک ۱۹۱۲ء ہی میں دکھا دی تھی۔ اگر ۱۹۱۲ء سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کے نکات پر غور کیا جاتا اور صاحب حیثیت مسلمانان ہند اس پر عمل کرتے تو ہندوستان کے مسلمانوں کی حیثیت معاشی اعتبار سے انتہائی مستحکم ہوتی۔ (الامام رضا)

۱۹۱۲ء میں جب کہ اقتصادی تعلیم محدود تھی کسے معلوم تھا کہ تیس چالیس سال کے بعد بجٹ اور بنک اس قدر اہمیت اختیار کر جائیں گے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نے مستقبل میں جھانک لیا تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو نہ صرف فضول خرچی سے باز رکھنے کی تلقین کی، نہ صرف پس اندازی کی ہدایت کی بلکہ صاحب حیثیت اور دولت مند مسلمانان